(۱۶)

سب سے بڑی جنت دل کی تسلی اور اطمینان ہے

(فرمودہ ۳۔اپریل ۱۹۱۴ء بمقام قادیان)

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ۔ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ [1]۔

اور پھر فرمایا

پیچھے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ مشرک لوگ جو قرآن کریم کا مقابلہ کرتے ہیں اور اسے روکنا چاہتے ہیں وہ ذلیل کرنے والے عذاب میں ڈالے جاویں گے۔ اور وہ ایک خطرناک جنگ میں ڈالے جاویں گے۔ اور ان کو بھی ہلاک کیا جاوے گا اور ان کے بُت بھی ان

کے ساتھ ہلاک ہو جاویں گے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنگوں میں طرفین کو بہت سخت نقصان پہنچتا ہے اور فاتحین کو ان کی فتح کوئی فائدہ مند نہیں ہوا کرتی۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان مومنوں کا کیا حال ہوگا جو اللہ کو بھی مانتے ہیں اس کے رسول کو بھی مانتے ہیں۔ آیا یہ بچ جاویں گے یا یہ بھی مارے جاویں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مومنوں کو جو ایمان لائے ہیں اور عمل نیک کرتے ہیں بشارت دے دو کہ ان کیلئے خدا کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ ایک جنت تو آخرت میں ملے گی اور دنیا میں بھی مومنوں کو جنتیں ملتی ہیں۔ میرے نزدیک سب سے بڑی جنت دل کی تشفی ہوتی ہے۔ دل کی تسلی اور اطمینان ہی بڑی جنت ہیں۔ کتنی ہی کوئی مصیبت اور دکھ کیوں نہ ہو لیکن جو اس جنت میں ہوگا اسے قطعاً کوئی دکھ دکھ اور کوئی مصیبت مصیبت نہیں معلوم ہوگی۔ میں نے دیکھا ہے کہ مبارک احمد میرا چھوٹا بھائی جن دنوں میں بیمار تھا تو حضرت صاحب اس کے علاج میں ہر وقت مصروف رہتے تھے آپ کو اس کی ایسی فکر تھی اور آپ اس کے علاج میں ایسے محو تھے کہ گویا اور آپ کو کوئی فکر ہی نہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کو اس کے سوا اور کسی سے تعلق ہی نہیں۔ آپ اس کے علاج کیلئے رات کو بھی بہت ہی کم گویا شاذ و نادر ہی سوتے تھے۔ بلکہ میں تو حیران ہوتا تھا کہ آپ سوتے کس وقت ہیں۔ آخری وقت میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کی نبض دیکھی تو معلوم ہوا کہ مبارک احمد کی جان نکل چکی ہے۔ آپ نے حضرت صاحب کو عرض کیا کہ حضور نبض ہے نہیں۔ نبض ہے نہیں۔

آپ نے جب یہ سنا تو فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پس ادھر مبارک احمد کی جان نکلی اور ادھر حضرت صاحب نے دوستوں کو خط لکھنے شروع کئے کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں گھبراؤ نہیں۔ یہ ایک خدا تعالیٰ کی امانت تھی جو اس نے اب لے لی ہے۔ وہی مبارک احمد جس کے علاج کے لئے آپ رات کو بھی آرام نہ کرتے تھے جب فوت ہو گیا تو آپ نے فرمایا یہ خدا کی امانت تھی جب تک یہ ہمارے پاس رہی ہم پر فرض تھا کہ اس کے علاج میں کوتاہی نہ کرتے ورنہ یہ اس کی امانت کی پوری ادائیگی نہ تھی۔ پس جب تک ہمارا کام تھا ہم نے کیا۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے اپنی امانت واپس لے لی تو ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ ہے اطمینان قلب جس سے بڑھ کر اور کوئی جنت نہیں۔ اس جنت کا مقابلہ دنیوی جنات میں سے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ حضرت صاحب اکیلے تھے۔ اب تم دیکھ رہے ہو کہ یہ مسجد آدمیوں سے

بھری ہوئی ہے ایک وقت تھا کہ چھوٹی مسجد کا صرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں بمشکل چودہ آدمی آ سکتے تھے وہ بھی پوری نہیں ہوتی تھی۔ پھر آدمی بڑھتے گئے یہاں تک کہ اس کوٹھری میں بھی آنے لگ گئے جو الگ تھی۔ پہلے اس میں کوئی آدمی نماز نہ پڑھا کرتا تھا پھر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگ اوپر چھت پر بھی جانے لگے۔ اور پھر تو وہ بھی پوری نہ ہونے کے باعث مسجد کو وسیع کرنا پڑا۔ پہلے اس مسجد (جامع مسجد) میں کوئی آدمی نہیں آیا کرتا تھا لیکن اب یہاں بھی نماز پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اور چھوٹی مسجد بھی پر ہوتی ہے۔ اور اب پھر لاکھوں کی تعداد میں آدمی ہو گئے اور لاکھوں روپے چندہ آنے لگا۔ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا۔ ان کو ان جنتوں میں سے پھل بھی ملیں گے جو ایک دوسرے کے ساتھ ملتے جلتے ہوں گے۔ مُتَشَابِهًا کے کئی معنی ہیں (اول) یہ کہ اس دنیا کے پھلوں سے وہ ملتے جلتے ہوں گے (دوم) ایک شکل کے سب میوے ہوں گے صرف ان کا مزا الگ الگ ہوگا (سوم) روحانی لوگ کہتے ہیں کہ جو لوگ اس جہان میں عبادت کرتے ہیں ان کو ان کی عبادتوں کا پھل ملے گا ان کی عبادتیں ان کو پھلوں کے رنگ میں پیش کی جائیں گی اور وہ یہ کہیں گے کہ یہ وہی ہے جو ہمیں مل چکا (چہارم) اور اگر اس دنیا کے لحاظ سے لیا جاوے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں کامیابیوں کی جنت اس سے مراد لی جائے۔ یعنی جنگیں ہوں گی اور ان میں کفار مارے جاویں گے ان ملکوں سے جو ثمرہ ان کو ملے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ ہے جس کا ہمیں پہلے سے وعدہ دیا جا چکا ہے۔ پھر یہ بھی کہ فتوحات ہوں گی اور پے درپے ہوں گی صرف ایک فتح پر ہی بس نہ ہو جاوے گی ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر اور عمدہ ہوگی۔ پھر فرمایا۔ وَلَهُمْ فِيْهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ۔ مسلمانوں کی بیویاں مطہر اور پاکیزہ ہوں گی۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے کہ سوائے مسلمانوں کے اور کسی سے نہیں ہوا۔ فتوحات کے وعدے تو انجیل میں اور تورات میں بھی ہوئے جو پورے بھی ہو گئے۔ لیکن یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو سوائے مسلمانوں کے اور کسی سے نہیں کیا گیا۔ جنگوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بہت مدت تک مرد باہر رہتے ہیں وہ گھروں میں نہیں آسکتے اور فاتحین میں ہی ایسا ہوا کرتا ہے۔ ادھر مرد جن ملکوں کو فتح کرتے جاتے ہیں اس ملک کی عورتوں کے خاوند جنگ میں ہی مر چکے ہوتے ہیں ان کا کوئی والی وارث اور ان کی کوئی جائے پناہ تو ہوتی نہیں اس لئے پھر ان پر فاتحین سپاہی قابو پا لیتے ہیں اور ان میں اس طرح پر زنا پھیل جاتا ہے ادھر ان کی بیویوں کو خوب آزادی ہوتی ہے اور ان کو کھلا روپیہ خرچ کرنے

کیلئے ملتا ہے اوران کے خاوندوں کو بھی کئی کئی سال باہر رہنا پڑتا ہے اس لئے پھران میں بھی زنا کثرت سے پھیل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک عجیب طرح سے اس بات سے بچالیا اوران کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو دورہ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ رات کو شہر میں پھر رہے تھے تو آپ نے ایک عورت کو سنا کہ وہ عشقیہ شعر پڑھ رہی ہے۔ آپ نے دن کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس کا خاوند مدت سے باہر رہتا ہے۔ آپ نے پھر یہ حکم دے دیا کہ کوئی سپاہی چار ماہ سے زیادہ باہر نہ رہے۔ اگر کوئی سپاہی زیادہ مدت تک باہر رہنا چاہتا ہو تو اپنی بیوی کو بھی اپنے ساتھ رکھے۔ ورنہ چار ماہ کے بعد اسے فوج کا افسر مجبورًا واپس گھر بھیج دے ۲؎۔ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زنا سے بچالیا اوران کی بیویوں کو مطہر رکھا۔ پس جب تک وہ لوگ جیئے یہ وعدہ تھا ان میں سے ایک بھی زندہ رہا تو یہ وعدہ ان سے پورا ہوتا رہا۔ پھر جب ایسے لوگ پیدا ہو گئے کہ وہ اس کے اہل نہ تھے اوران میں وہ ایمان نہ تھا جو پہلوں میں تھا تو یہ وعدہ ان سے پورا نہ ہوا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جس میں اس بات کا ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ ملک کب ملے گا اور وہ کون سا ملک ہے۔ حضرت مسیح موعود پر یہ ایک اعتراض کیا گیا ہے کہ آپ نے جو پیشگوئی کی تھی کہ میرا دشمن ہلاک ہوگا آپ نے اس میں وقت اور تاریخ نہیں بتلائی اس لئے ہم آپ کی پیشگوئی کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے کیونکہ اگر کسی کو بخار ہو گیا سر درد ہو گیا یا کوئی اور بیماری ہوگئی تو آپ تو کہہ دیں گے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ اعتراض ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔ فرمایا کہ لوگ اعتراض کریں گے کہ ذرا سی فتح مل گئی تو کہہ دیا کہ دیکھو ہمیں فتح مل گئی۔ ایک انگریز آرنلڈ نامی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ آپ نے کوئی وقت اور مقام مقرر نہیں کیا تھا اس لئے آپ کی فتح پر اعتراض ہونے میں بھی ایک سنت اللہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِۦٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۔ اللہ تعالیٰ ایک مچھر کی مثال بیان کرنے سے نہیں رکتا۔ مومن اسے کہتے ہیں کہ یہ حق ہے لیکن برخلاف اس کے منکرین یہ کہتے ہیں کہ یہ کیا مثال دی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ پیشگوئی میں ہمارا یہ بھی طریقہ ہے۔ مسلمان مومن تو سمجھ لیتے ہیں اور مان لیتے ہیں لیکن منکر اعتراض کرتے رہتے ہیں اور گمراہ ہی رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ فلاں سے تعلق رکھو وہ اس سے قطع تعلق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو اس کے خلاف ہی کرنا

ہے۔اور وہ زمین میں فساد کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ فساد مت کرنا۔ یہ پیشگوئیاں ہیں جو کہ صرف صحابہ کیلئے ہی نہ تھیں بلکہ اب بھی جو شخص ویسا بن جاوے اس کے ساتھ پوری ہوسکتی ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کتنا ہی کوئی دکھ ہو یا تکلیف ہو آپ گھبراتے نہ تھے۔اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح (خدا کی آپ پر ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں) کو میں نے دیکھا ہے آپ بھی کبھی کسی مشکل اور کسی دکھ سے گھبراتے نہیں تھے۔آپ فرماتے تھے کہ دنیاوی دکھ اور مصیبتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ان لوگوں کا دل سکینت میں ہوتا ہے دنیاوی مصیبتیں ان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔تم بھی ایسے ہی بنو۔خدا تعالیٰ کے خزانے وسیع ہیں اس کے خزانے غیر محدود ہیں۔اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑو، تمہیں آرام ملے گا۔اس سے تعلق بڑھانے سے کوئی مصیبت تم کو ستا نہیں سکتی۔کیونکہ جب انسان ایک مالک سے تعلق کر لے تو اس کے ماتحت اسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔جب کسی آدمی کو کسی بادشاہ کا چپڑاسی دُکھ دے تو جب وہ بادشاہ کا قرب حاصل کر لے تو چپڑاسی کا ڈر نہیں رہتا۔

ایک قاضی کے پاس کسی آدمی نے کچھ روپیہ امانت رکھا لیکن جب وہ واپس لینے کیلئے آیا تو قاضی نے کہہ دیا کہ کیسا روپیہ، مجھے کب دیا تھا تم غلط کہتے ہو۔اس نے کہا حضور! فلاں وقت اتنی تعداد روپوں کی میں نے آپ کے حوالے کی تھی کہ اسے امانت رکھیں تو قاضی نے بڑی سختی سے اس بیچارے کو باہر نکلوا دیا اور کہا کہ کیا ہم خائن ہیں۔تم نہیں جانتے کہ میں شہر کا حاکم ہوں قاضی ہوں تم مجھ پر بدظنی کرتے ہو۔وہ بے چارہ بادشاہ کے پاس فریاد لے کر گیا تو بادشاہ نے کہا کہ میں اب کیا کر سکتا ہوں وہ کہہ دے گا کہ میں قاضی ہوں میں ایسا کر سکتا ہوں اور ثبوت تو کوئی ہے نہیں۔ہاں البتہ ایک طریقہ ہوسکتا ہے۔اگر تم ایسا کرو تو شاید تمہارا روپیہ واپس مل سکے۔وہ یہ کہ کل جب جلوس نکلے تو تم بھی دیکھنے والوں میں کھڑے ہو جانا۔مگر قاضی کے نزدیک یا پاس کھڑے ہونا۔میں آؤں گا اور تمہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہوں گا۔تم ڈرنا نہیں اور بڑی بے تکلفی سے میرے ساتھ باتیں کرنا۔اس نے ایسا ہی کیا۔جب بادشاہ آیا اور اس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا تو اس نے وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ کہا۔بادشاہ نے کہا کہ کیوں میاں تاجر (اس کا نام لے کر) بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم اتنی مدت ہوگئی کہ کبھی ملنے کو ہی نہیں آئے۔تم تو ہمارے دوست ہو۔غرض اسی طرح وہ اور بھی بڑی بے تکلفی سے باتیں

کرتا رہا۔ اور جب بادشاہ آگے چلا گیا تو قاضی صاحب نے آہستہ سے اس کو کہا۔ کہ کیوں میاں! کل جو تم روپے کا ذکر کرتے تھے وہ کون سا روپیہ تھا۔ اس نے پھر وہی نشان بتلا دیئے جو اس نے پہلے بتلائے تھے تو قاضی نے اس کا روپیہ اس کو دے دیا۔ اور کہا کہ تم نے پہلے ہی یہ باتیں کیوں مجھ کو نہ بتلائیں۔ غرض اسی طرح انسان کا تعلق اگر مالک سے ہو جاوے تو مملوک اسے کچھ دکھ یا تکلیف نہیں دے سکتے۔ تمام پھر خدمت گار بن جاتے ہیں اس لئے تم بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھو تاکہ تم کو کوئی دکھ نہ دے اور کوئی چیز تمہیں تکلیف نہ دے سکے گی۔

(الفضل ۸۔ اپریل ۱۹۱۴ء)

۱؎ البقرۃ:۲۶ تا ۳۰

۲؎ تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۹۹ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۲۳ھ